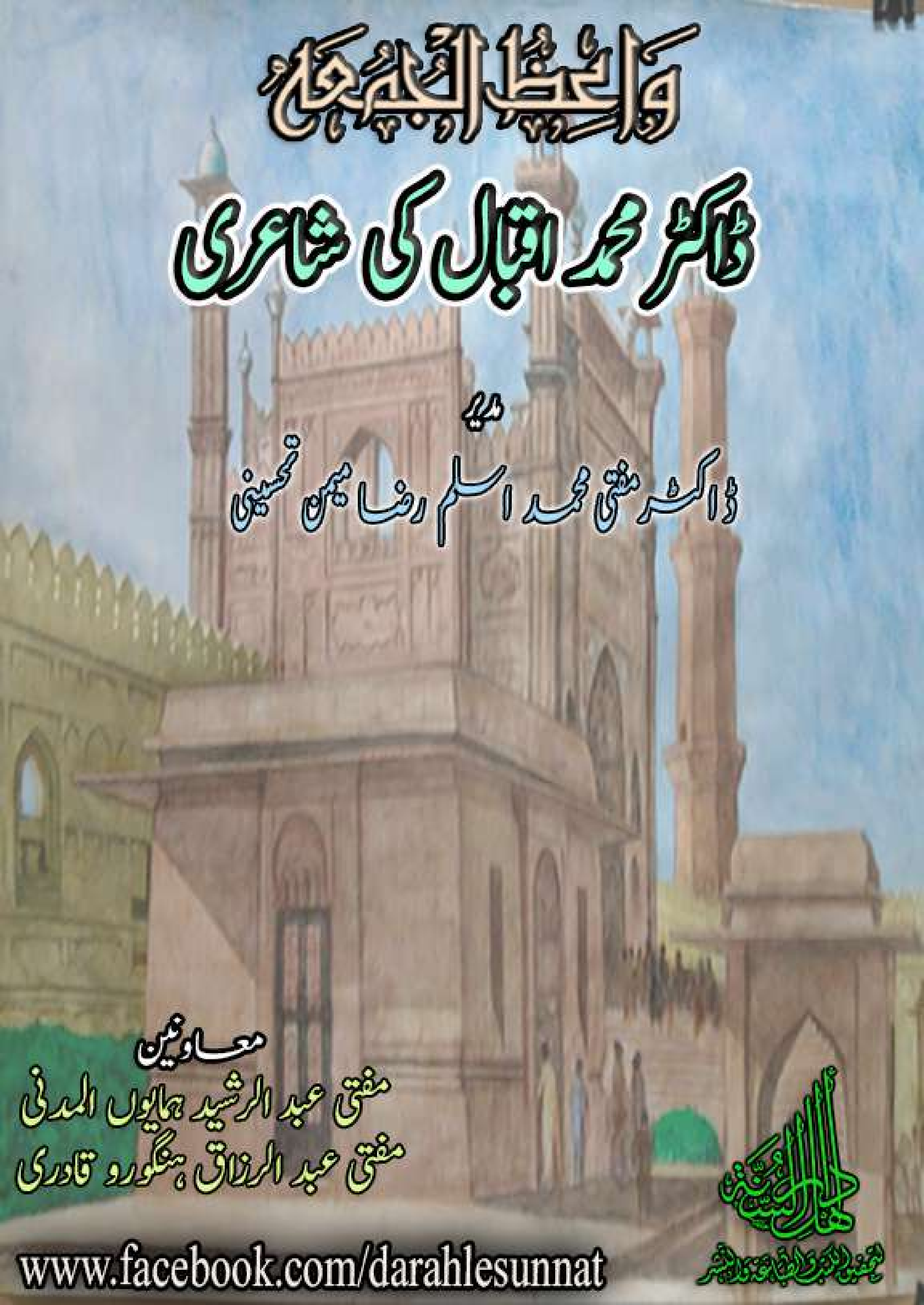


وَاعِظُ الْجُمُعَۃ

ڈاکٹر محمد اقبال کی شاعری

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری

دار اہل السنۃ

www.facebook.com/darahlesunnat

دار أهل السنة
لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر

IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت
www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: ڈاکٹر محمد اقبال کی شاعری

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبد الرزاق قادری، مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

عددِ صفحات: ۱۳

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

: 00971559421541

: 00923458090612

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۳ھ/۲۰۲۱ء

ڈاکٹر محمد اقبال کی شاعری

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

کلامِ اقبال کی اہمیت

برادرانِ اسلام! شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال برِ صغیر کے ایک عظیم اور ہمہ جہت شاعر تھے، انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے برِ صغیر کے مسلمانوں میں جوش، وَلوَلہ اور بیداری کی جوت جگائی، انہیں خود آگاہی بخشی، ان کے دل ودماغ میں امید کے چراغ روشن کیے، ان میں رنگ، نسل اور جغرافیائی حُدود سے بالاتر ہوکر سوچنے کی اسلامی فکر پیدا کی، اور قرآنی تعلیمات، عشقِ مصطفی، تصوُف، حکمت اور فلسفۂ خودی کو شعری قالِب میں ڈھال کر، ساری دنیا تک دینِ اسلام کا پیغام پہنچایا!۔

شاعرِ مشرق کی شاعری میں اُن کا تصوُرِ عشق، تصوُرِ خودی اور دینِ اسلام سے رغبت، انہیں اپنے دیگر ہم عصروں سے ممتاز کرتی ہے، انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے خوابیدہ قوم کو نہ صرف بیدار کیا، بلکہ اُمتِ مسلمہ کے نوجوان شاہینوں کواُن کی صلاحیتوں سے آگاہ کرتے ہوئے، اس بات پر بھی زور دیا کہ وہ حصولِ علم، اور تحقیق

وجستجو کے میدان میں کسی سے پیچھے نہ رہیں، بلکہ اپنی قوم کا ایک مفید فرد بن کر مُعاشرے کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے کام کریں۔

کلامِ اقبال میں قرآنی تمثیلات

عزیزانِ محترم! شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا اس بات پر پختہ یقین تھا، کہ دنیوی کامیابی اور سربلندی کا راز قرآنی تعلیمات کو اپنانے، اور اس پر عمل کرنے میں ہے، وہ اس بات سے خوب آگاہ تھے کہ قرآنِ مجید ہی وہ کتابِ ہدایت ہے، جس سے گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتی انسانیت کو راہِ ہدایت کا نور میسر آسکتا ہے، انہیں قرآن مجید سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا، ان کی سوچ و بچار اور فکر کا محوَر و مَبدا قرآنِ پاک تھا۔

کلامِ اقبال کے بیشتر حصے کی فکری اَساس قرآنِ پاک سے ہے، یہی وجہ ہے کہ شاعرِ مشرق نے اپنے اَشعار میں جا بجا قرآنی تمثیلات (مثالوں) یا آیاتِ مبارکہ کے مفہوم کو ذکر کیا ہے۔

عزیزانِ مَن! ہمارے اَسلاف نے قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر، شان وعظمت پائی اور کامل مؤمن بن کر سُرخرو ہوئے، جبکہ آج ہماری ذِلّت ورُسوائی کی بنیادی وجہ قرآنی تعلیمات سے رُوگردانی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے اس اَمر کو نظم کی صورت میں یوں بیان کیا ہے: ع

وہ زمانے میں معزّز تھے مسلماں ہو کر ... اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر[1]

اس شعر کا پہلا مصرعہ آیتِ مبارکہ: ﴿وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾[2] کا مفہومی ترجمہ ہے کہ "اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی سربلند رہو گے!"۔

---

(۱) "جوابِ شکوہ" ۱۷ـ۔
(۲) پ ٤، آل عمران: ۱۳۹ .

برائیوں سے بچنے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی دعا کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے کہا: ع

میرے اللہ بُرائی سے بچانا مجھ کو　　نیک جو راہ ہو اُس رہ پہ چلانا مجھ کو[1]

اس شعر کا پہلا مصرعہ آیتِ مبارکہ: ﴿وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا﴾[2] کا ترجمہ ہے کہ "(ہمارے رب!) ہم سے برائیاں دُور فرما"، جبکہ دوسرا مصرعہ آیاتِ طیّبات: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾[3] ...الآية کا مفہومی ترجمہ ہے کہ "ہمیں سیدھا راستہ چلا، ان کا راستہ جن پر تُو نے احسان کیا"۔

خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے جب ابو البشر حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تخلیق فرمایا، تو تمام فرشتوں اور ابلیس کو حکم دیا، کہ حضرت سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کریں، تمام فرشتوں نے حکمِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے سجدہ کیا، لیکن ابلیسِ لعین نے غرور و تکبّر میں مبتلا ہو کر حکم عدولی کی، اور سجدے سے انکار کر کے ہمیشہ کے لیے لعین و مردود ٹھہرا۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ع

اُسے صبحِ ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر
مجھے معلوم کیا وہ رازداں تیرا ہے یا میرا[4]

ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر درج ذیل آیاتِ مبارکہ کا خلاصہ ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ﴾[5] "تو

---

(۱) "کلیاتِ اقبال" "بانگ درا، بچے کی دعا، حصہ اوّل، ص۶۲۔
(۲) پ ٤، آل عمران: ١٩٣.
(۳) پ ١، الفاتحة: ٦، ٧.
(۴) "کلیاتِ اقبال" بال جبریل، حصّہ اوّل، ص۳۴۳۔
(۵) پ ١٤، الحجر: ٣٠، ٣١.

جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ مانا!"۔

میرے محترم بھائیو! خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیّدنا موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور ان کی قوم کے لیے پانی کے بارہ چشمے جاری فرمائے، ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے ایک شعر میں اس اَمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ؏

ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پھُوٹے
خودی میں ڈُوب کے ضربِ کلیم پیدا کر[1]

اللہ رب العالمین نے اس واقعہ کو یوں ذکر فرمایا: ﴿وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾[2] "جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا، تو ہم نے فرمایا کہ اس پتھر پر اپنا عصا مارو! فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے!"۔

معراج کی شب مصطفی جانِ رحمت ﷺ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، اور پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں سے آگے سِدرۃُ المنتہیٰ، بلکہ لامکاں تشریف لے گئے، ڈاکٹر محمد اقبال نے اس اَمر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا: ؏

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفی سے مجھے
کہ عالَمِ بَشریت کی زَد میں ہے گردُوں[3]

---

(١) "کلیاتِ اقبال" ضربِ کلیم، ص۵۰۰۔
(٢) پ١، البقرة: ٦٠.
(٣) "کلیاتِ اقبال" بالِ جبریل، حصہ دُوم، ص۳٦١۔

ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ شعر اس آیتِ مبارکہ کی ترجمانی میں ایک کوشش ہے:

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا﴾[1]

"پاکی ہے اُسے جو راتوں رات اپنے بندے (محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ) کو مسجدِ حرام (خانۂ کعبہ) سے مسجدِ اقصیٰ (بیت المقدس) لے گیا"۔

رحمتِ عالمیان ﷺ کے جاں نثار صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باہم بہت پیار محبت سے رہتے، ایک دوسرے کے لیے نرمی وشفقت کا مُظاہرہ کرتے، اور اپنا وقت عبادتِ الٰہی میں گزارتے تھے، لیکن انہی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا واسطہ جب میدانِ جنگ میں کفّار ومشرکین سے پڑتا، تب یہ حضرات اُن پر عذاب الٰہی کی طرح نازل ہوتے، انہیں گاجر مُولی کی طرح کاٹتے، اور نصرتِ الٰہی سے فتحیاب ہوتے۔ ان کی کفّار ومشرکین سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ اس بات کا بھی خاص خیال رکھتے، کہ ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چُھونے پائے، اور نہ ہی ان کا کپڑا کسی کافر کے کپڑے سے لگنے پائے[2]، ڈاکٹر محمد اقبال نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی باہمی محبت، اور کفّار ومشرکین سے ان کی نفرت کو اَشعار کا جامہ پہناتے ہوئے لکھا: ع

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

رزمِ حق وباطل ہو تو فَولاد ہے مومن[3]

ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ شعر درج ذیل آیتِ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ

---

(١) پ١٥، بني إسرائيل: ١.

(٢) دیکھیے: "تفسیر خزائن العرفان" پ٢٦، سورۂ فتح، زیر آیت: ٢٩، ص٩٤٦۔

(٣) "کلیاتِ اقبال" ضربِ کلیم، مؤمن، ص٥٥٥۔

رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا﴾[1] "محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے (صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم) کافروں پر سخت ہیں، اور آپس میں نرم دل، تم انہیں دیکھو گے رُکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل ورِضا چاہتے ہیں!"۔

اقبال کی شاعری اور عشقِ رسول

حضراتِ گرامی قدر! ڈاکٹر محمد اقبال کو سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات سے والہانہ عقیدت، محبت اور عشق تھا، حضور رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِکر سن کر ڈاکٹر محمد اقبال پر رِقّت طاری ہو جاتی، اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رَواں ہو جاتے، اگر یہ کہا جائے کہ عشقِ رسول ان کی زندگی کا سب سے گہرا اور پائیدار پہلو اور سرمایہ تھا، تو شاید بے جا نہ ہو گا!۔

ایک مقام پر اپنے عشقِ رسول کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ؏

نگاہِ عشق و مستی میں، وہی اوّل وہی آخِر
وہی قرآں، وہی فُرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ[2]

ایک اَور مقام پر کہا: ؏

عشقِ اُو سرمایۂ جمعیت است — ہمچو خوں اندر عروقِ ملّت است
عشق در جان ونسَب در پیکر است — رشتۂ عشق اَز نسَب محکم تر است[3]

"حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عشق ہی ہمارے لیے یکجا رہنے کا سامان ہے، یہ عشق خون کی طرح ملّت کی رگوں میں دَوڑ رہا ہے، عشق جان میں اُتر جاتا ہے، اور نسَب صرف جسم تک محدود رہتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ عشق کا رشتہ نسَب کے رشتے سے زیادہ مضبوط ہے"۔

---

(۱) پ۲٦، الفتح: ۲۹.
(۲) "کلیاتِ اقبال" "بالِ جبریل، حصّہ دُوم، ص۳٦۰
(۳) "رموزِ بے خودی" "لم یلِد ولم یولَد، ص۱۹۰۔

کلامِ اقبال اور پیغامِ انسانیت

حضراتِ ذی وقار! شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال کی شاعری کا ایک پہلو، اُس میں پایا جانے والا پیغامِ انسانیت بھی ہے، آپ نے رنگ و نسل اور ذات پات سے بالاتر ہو کر، اُمتِ مسلمہ کو باہمی اتحاد، یکجہتی، اُخوّت، محبت اور بھائی چارے کا درس دیا، ان کی شاعری میں رَواداری اور انسان دوستی کی جھلک بھی نمایاں نظر آتی ہے، باہمی اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر اتحاد کا درس دیتے ہوئے، ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا: ؏

ہوَس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نَوعِ انساں کو
اُخُوّت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا(۱)

ڈاکٹر اقبال نے غریبوں کا احساس کرنے، اور ان کی مدد کی ترغیب دیتے ہوئے کہا: ؏

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا(۲)

کلامِ اقبال اور یورپی تہذیب

حضراتِ گرامی قدر! شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال پہلے پہل یورپ (Europe) کی ترقی سے بڑے متاثر تھے، تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو ایک مہذَّب قوم سمجھتے تھے، لیکن ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک جب آپ انگلستان میں قیام پذیر رہے، تب آپ نے یورپ کے تہذیبی اِفلاس (Cultural Bankruptcy) کا بہت قریب اور گہری و عمیق نظر سے مشاہدہ کیا، تب ان کی حقیقت جان لینے کے بعد اس

---

(۱) "کلیاتِ اقبال" "بانگِ درا، طلوعِ اسلام، حصہ سوم ۳، ۳۰۱۔

(۲) ایضًا، بچے کی دعا، حصہ اوّل، ۱، ۶۱۔

قدر متنفر ہوئے، کہ زندگی بھر اُسے کڑی تنقید کا نشانہ بناتے رہے، یورپی تہذیب کی حقیقت بتاتے ہوئے ایک مقام پر ڈاکٹر اقبال نے کہا: ؏

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا
سُکوت تھا پردہ دار جس کا، وہ راز اَب آشکار ہوگا

گزر گیا اَب وہ دَور ساقی کہ چُھپ کے پیتے تھے پینے والے
بنے گا سارا جہاں مَے خانہ، ہر کوئی بادہ خوار ہوگا![1]

کلامِ اقبال اور یورپی تہذیب کا مُعاشی نظام

عزیزانِ مَن! مفکرِ پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال نے یورپ (Europe) کے مُعاشی نظام پر بھی کڑی تنقید کی، اور اپنے اَشعار میں واضح طور پر اس امر کو آشکار کیا، کہ یورپ کا سارا مُعاشی نظام یہودی سُود خوروں کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا ہے، جس کے باعث ان کی معیشت (Economy)، سیاست اور مذہب پر یہودی غلبہ اور بالادستی ہے، ڈاکٹر اقبال نے یہود کے مکر و فریب اور سازشوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا: ؏

تاک میں بیٹھے ہیں مدّت سے یہودی سُود خور
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ

خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ[2]

---

(۱) ایضاً، مارچ ۱۹۰۷ء، حصّہ دُوم، ص۱۶۳۔

(۲) ایضاً، بالِ جبریل، یورپ، حصّہ دُوم، ص۴۹۴۔

کلامِ اقبال اور یورپ کے استعماری منصوبے

رفیقانِ ملتِ اسلامیہ! شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال کا کلام، اس اعتبار سے بھی امتیازی حیثیت کا حامل ہے، کہ آپ نے اپنے اَشعار کے ذریعے اُمت کو یورپ کے استعماری منصوبوں (European Colonial Plans) سے آگاہ کر کے، انہیں نہ صرف خبردار کیا، بلکہ اس کی حقیقت بھی بیان کی۔ آپ کی نظم "لینن (خدا کے حضور)" اس کی واضح مثال ہے، اس نظم میں آپ نے کہا: ؏

وہ کونسا آدم ہے کہ تُو جس کا ہے معبود
وہ آدمِ خاکی کہ جو ہے زیرِ سماوات

مشرِق کے خداوند سفیدانِ فرنگی
مغرِب کے خداوند درخشندۂ فلزات

یورپ میں بہت رَوشنیٔ علم وہُنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظُلمات

رعنائیٔ تعمیر میں، رَونق میں، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جُوا ہے
سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مُفاجات

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبُر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیمِ مُساوات

بے کاری و عُریانی و مے خواری و اِفلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدَنیّت کے فُتوحات

کب ڈُوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تری منتظر روزِ مُکافات(۱)

کلامِ اقبال اور اُمتِ مسلمہ کا زوال

عزیزانِ محترم! ڈاکٹر محمد اقبال جب یہود و نصاریٰ کی اسلام مخالف سازشوں کو کامیاب ہوتا دیکھتے، تو مسلمانوں کی شان و شوکت اور عظمتِ رفتہ کو یاد کرکے بے حد دُکھی ہوا کرتے، اپنی ایک نظم "دنیائے اسلام" میں اس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا: ؏

کیا سناتا ہے مجھے تُرک و عرب کی داستاں
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

ہو گئی رُسوا زمانے میں کُلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے، آج ہیں مجبور نیاز

لے رہا ہے مَے فروشانِ فرنگستاں سے پارس
وہ مَے سرکش حرارت جس کی ہے مِینا گداز

---

(۱) ایضاً، بالِ جبریل، لینن (خدا کے حضور)، حصّہ دُوم، ص۴۳۱- ۴۳۳، ملتقطاً۔

حکمتِ مغرب سے ملّت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرِب ہے تُو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز[1]

وطن سے متعلق اقبال کا نقطۂ نظر

حضراتِ گرامی قدر! شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال نے وطن کی محبت میں بعض نظمیں تحریر کر کے، وطن دوستی سے متعلق بھی اپنے لطیف جذبات کا اظہار کیا ہے، آپ کے نزدیک وطن سے غدّاری ناقابلِ مُعافی جُرم ہے، لیکن یورپی اَقوام میں وطن سے متعلق جو نظریہ پایا جاتا ہے، ڈاکٹر اقبال اس کے شدید مخالف تھے، وہ ہرگز اس بات کے قائل نہیں تھے کہ وطن کو سیاسی تصوُر کے طور پر استعمال کیا جائے، اور اسے بُت کی طرح پوجا جائے۔ شاعرِ مشرق کے نزدیک وطن کی ایسی محبت، دینِ اسلام کی عالمگیر رُوح کے مُنافی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال بصورتِ اَشعار اپنا نظریۂ وطنیت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ؏

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرَہن اِس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بُت کہ تراشیدۂ تہذیب نَوی ہے
غارت گر کاشانۂ دینِ نبوی ہے[2]

---

(۱) "کلیاتِ اقبال" بانگِ درا، دنیائے اسلام، حصّہ سوم، ص۲۹۰، ۲۹۱۔

(۲) ایضًا، وطنیت، حصّہ سوم، ص۱۸۴۔

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! شاعرِ مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کے کہنے کا مقصد یہ ہے، کہ جہاں مذہب اور وطن دونوں کی بات آجائے، تو وہاں وطن پر مذہب کو ترجیح دی جانی چاہیے، لیکن آج کل کی سیکولر جُمہوریت (Secular Democracy) میں ایسا نہیں ہوتا، بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی بڑے بڑے مذہبی ایشوز (Religious Issues) ہوئے، نبیٔ کریم ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنائے گئے، انہیں غیر مسلموں نے سرکاری سرپرستی میں ٹی وی پر باقاعدہ نشر کیا، لیکن مسلم حکمرانوں نے ملکی اور ذاتی مفادات کے پیشِ نظر چُپ سادھ لی، بعض حکمرانوں نے اپنی عوام کے دباؤ پر برائے نام احتجاج تو ریکارڈ کروایا، لیکن مستقبل میں ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے عالمی سطح پر کوئی قرارداد یا بِل منظور نہیں کروا سکے۔

اسی طرح دینِ اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں یہ دلخراش مناظر بھی دیکھنے کو ملے، کہ گستاخانِ رسول کو باعزّت بَری کر کے بیرونِ ملک روانہ کر دیا گیا، اور ناموسِ رسالت ﷺ پر پہرہ دینے والوں کو تختۂ دار پر لٹکایا گیا۔

اے کاش! ہم بانیانِ پاکستان اور تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے والے علمائے اہلِ سنت جیسی اسلامی فکر رکھتے، اور اس ملک میں قرآن وسنّت کو عملی طور پر سپریم لاء (Supreme Law) بنا کر اس کی پَیروی کرتے!۔

دعا

اے اللہ! ہم سب کو بانیانِ پاکستان اور علمائے اہلِ سنت جیسی اسلامی سوچ وفکر عطا فرما، شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال کے تصوُرِ خودی کو سمجھنے کا جذبہ عنایت فرما، ایک بہترین اور دردِ دل رکھنے والا مسلمان بنا، اور اپنا جذبۂ ایمانی قائم وزندہ رکھنے کی توفیق عطا فرما، آمین یارب العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.